

اُردو جرنل

حسن عابدی

اُردو جرنلزِم

حسن عابدی

مشعل

آر-بی 5، سینئر فلور، عوامی کپلیکس

عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور 54600، پاکستان

فہرست

صفحہ نمبر

۳	شریف الجاہد	پیش لفظ	
۴		خبر کیا ہے	-1
۱۱		انٹرو یوکرنا	-2
۸۱		نیچر نگاری	-3
۱۰۲		تئیشی صحافت	-4
۱۲۰	آرٹس (فنون لطیفہ پر لکھنا)		-5

پیش لفظ

پاکستان میں صحافت کی تدریس کا آغاز اس صدی کے پانچوں عشرے کے وسط سے ہوا۔ صحافت کے شعبے سب سے پہلے پنجاب یونیورسٹی اور جامعہ کراچی میں قائم ہوئے، اس کے بعد دو بڑے جامعات میں بھی اس کی ابتداء ہوئی۔ اس وقت پاکستان کی نو یونیورسٹیاں، صحافت یا ابلاغ عامہ کے شعبوں میں ڈگری اور ڈپلومہ کی تعلیم دے رہی ہیں۔ ان کورسوں کے نصاب امریکہ میں صحافت کی تعلیم کی طرز پر مرتب کئے گئے ہیں اور نصابی کتب بھی پیشہ امریکہ کی ہیں۔ یہ بات تشویش کی ہے کہ صحافتی نگارش اور اداریہ نگاری کے مختلف پہلوؤں پر جو نصابی کتب پاکستان میں مرتب کی گئی ہیں وہ تعداد میں نہایت کم ہیں۔ اس کی کا احساس خاص طور پر اس وقت ہوتا ہے جب ہم ان کا مقابلہ دوسرے ایشیائی ملکوں مثلاً فلپائن سے کرتے ہیں جہاں صحافت کی فنی تدریس پاکستان کے مقابلے میں بہت دریسے ہوئی۔

علاوہ ازیں ایسی ساری کتابیں اردو میں ہیں اور کسی نہ کسی سبب سے انگریزی میں نصابی کتب لکھنے کی کوئی کامیاب کوشش (ایسی کتب جو پاکستان کی ضرورت پر پوری اتریں) اب تک نہیں کی گئی۔ زیرنظر کتاب فرینک جوسی (Frank Jossi) کی کتاب پہنچی ہے۔ یہ کتاب جس نجح پر مرتب کی گئی ہے، اسے ”کیسے کیا جائے؟“ کا انداز کہہ سکتے ہیں۔ اس میں سارا مواد ایک ترتیب اور قاعدے قرینے سے مرتب کیا گیا ہے۔ مصنف اپنے قاری کو قدم بقدم ساتھ لے کر چلتا ہے۔ کتاب کے پانچ ابواب ہیں وہ ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ایک خاص طرح کی خبر کا ابتداء یہ کیسے لکھا جائے، اس کا تانا بانا کیسے بنایا ایسی ہی دوسری خبروں کے مقابلے میں اس خبر کو منفرد کس طرح بنایا جا سکتا ہے۔ وہ ہمیں یہ بھی

بنتا ہے کہ خبر کے بہترین اجزاء ترکیبی کیا ہوں گے، یعنی یہ کہ حقائق، اعداد و شمار، حوالے کی گنتیوں، کسی وقوع کی تفصیل اور پس منظر کے مواد کو آپس میں کسی تناسب کے ساتھ ملا یا جائے کہ بہترین اور موثر ترین نتیجہ برآمد ہو۔ اسی طرح فنون لطیفہ پر اپنے باب میں مصنف ہمیں بتاتا ہے کہ وہ کون سے عنوانات ہیں جنہیں احاطہ تحریر میں لانا چاہیے۔ وہ کون سے اجزاء ہیں جن سے مل کر اچھی خبر بنتی ہے۔ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے صاحب تحریر کو اپنی تیاری کس طرح مکمل کرنی چاہیے۔ مصنف نے پاکستان اور امریکہ کے اخبارات اور مجلوں سے اس کی مثالیں پیش کی ہیں تاکہ مسائل اور متعلقہ نکات قاری کے ذہن نشین ہو جائیں، نیز عام غلطیوں اور اچھی روپورٹنگ کی نشان دہی بھی کی ہے۔

اس کتاب کا ایک اور امتیازی پہلو یہ ہے کہ گرجیا ایش کرنے والے طلبہ کے لیے ان کی علمی اور ذاتی سطح کے مطابق جملہ موضوعات پر بحث کی گئی ہے، نیز زبان بھی انہی کے فہم کے مطابق سادہ ہے اور آسانی سے سمجھ میں آتی ہے۔ کتاب لاکن مطالعہ، مفید اور دلچسپ ہے۔

فریڈک جوی نے وسکونن یونیورسٹی سے تاریخ اور صحافت کے مضامین میں ڈگری حاصل کی۔ قبل ازیں وہ جارجیہ کے اک قصباتی اخبار میں آٹھ سال تک رپورٹر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ انہوں نے تین مطبوعات کی تدوین میں معاون کافریضہ بھی انجام دیا اور کالم نگار جیک ایڈرزن کے سند یکیڈز کالم میں ان کی معاونت کرتے رہے۔ ان کی مطبوعات میں تقریباً پچاس مضامین شامل ہیں جو امریکہ میں اور امریکہ سے باہر کے ممالک میں بھی کثیر الاشاعت قومی روزناموں اور علاقائی نوعیت کے مجلوں میں شائع ہوئے۔ 1988-89ء کے دوران انہوں نے فل براہ استکار کے طور پر پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ ابلاغ عامہ میں تین ماہ تک تدریس کا فریضہ انجام دیا، پھر افغان میڈیا یاری سورس سینٹر پشاور میں ایڈ واٹر کے طور پر مصروف کار رہے۔ اس سنٹر میں انہوں نے طلبہ کو درس دیا، مسودوں کی درستگی کرتے رہے، خود بھی مسودے تحریر کئے اور تجاویز مرتب کیں۔ علاوہ ازیں وہ پشاور کی ائمڑیشن رسکیو کمیٹی میں کبھی کبھار صحافت کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

جیسا کہ ظاہر ہے، فریڈک جوی کو اپنے پیشے میں مہارت حاصل ہے، وہ پاکستان

میں صحافت کے طلباء کی نصابی ضرورتوں کو سمجھتے ہیں۔ نہ صرف طلبہ بلکہ صحافت کے پیشے میں سرگرم کارصحافی بھی اس کتاب کو اپنے لیے مفید اور عملی اعتبار سے کارآمد پائیں۔

O

شریف الحباد کے بارے میں

پروفیسر شریف الحباد نے جامعہ کراچی میں شعبہ صحافت قائم کیا اور سترہ سال تک اس کے سربراہ رہے۔ انہوں نے قائد اعظم اکیڈمی کی بھی بنیاد رکھی اور تیرہ سال تک اس کے سربراہ رہے۔ انہوں نے انسائیکلو پیڈیا یا جرنل کے لیے متعدد مضامین قلم بند کئے اس کے علاوہ وہ کئی اور کتابوں کے مصنف بھی ہیں، اور یونیسکو کی زیر تدبیب کتاب تاریخ انسانی (History of Mankind) کے ادارتی بورڈ کے رکن ہیں۔

MashalBooks.com

خبر کیا ہے؟

خبر کیا ہے؟ یہ نہ صرف مشکل بلکہ اذیت ناک حد تک مشکل سوال ہے۔ یہ کچھ ایسا ہی ہے، جیسے کوئی سوال کرے کہ ”زندگی کے کہتے ہیں؟“، اس طرح کی تعریفیں آسان نہیں ہوتیں کیونکہ ہر مطہر مادے میں خبر کا اپنا مفہوم شامل ہوتا ہے۔ ایک عام روزنامے میں موڑ گاڑی کے ایک نئی طرح کے ٹائر کی اطلاع شاید خبر نہ ہو، لیکن یہی اطلاع گاڑیوں سے متعلق کسی رسالے میں سرور ق پرشائع ہو سکتی ہے۔ اس پر ممکن ہے کوئی یہ بھی کہے کہ خبر کے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ تو ابلاغ کا ذریعہ کرتا ہے۔ جس کے بارے میں وہ کہہ دے کہ خبر ہے، اس وہ خبر ہے۔ یقیناً یہ بات درست ہو گی، چنانچہ جنسی اسکیڈول، جمن سے اخبار کے کسی قاری کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، اخبار کے پہلے صفحے پر بطور خبر شائع ہوتے ہیں۔ ابلاغ کا ذریعہ انہی خبر بنا دیتا ہے۔

عام طباعتی ذرائع ابلاغ اور ٹیلویژن عام طور پر اس بارے میں متفق ہوتے ہیں کہ وہ کون سا مادہ ہے جس کی تشبیہ ضروری ہے۔ خبر کے بارے میں فیصلہ کا ایک بیان یہ بھی ہے کہ جو وقوع درونما ہوا وہ کتنا قربتی ہے، دوسرے اس میں کتنی توانائی (یا اثر انگیزی) ہے۔ مثال کے طور پر آتش زدگی کے ایک حادثے کے نتیجے میں چھ افراد کی پلاکت اگر کسی اخبار کے حلقة اشاعت میں ہوتی ہے، تو یہ حادثہ پہلے صفحے کی خبر بن جائے گا۔ لیکن آتش زدگی کا بہی واقعہ اگر کئی سو میل دور رونما ہو تو اخبار میں اس کی خبر چند پیارا گراف میں دے دی جائے گی۔ اگر وہ واقعہ قومی اہمیت کا ہو، جس طرح کہ 1989ء میں اسلام آباد میں سلمان رشدی کے خلاف مظاہرے ہوئے اور جس میں سات افراد جاں بحق ہو گئے تو اس

خبر کو سمجھی اخبار اپنے صفحہ اول پر نمایاں طریقے سے دیں گے۔

خبر کی تعریف وقت کی ماورائیت سے بھی ہوتی ہے۔ وہ تقریر جو گزشتہ ہفتے ہوئی، خبر نہیں ہے، البتہ مقرر نے اگر دوران تقریر کسی سیاسی حریف کے خلاف بعض ناقابل یقین نوعیت کے اڑامات عائد کئے اور انہیں رپورٹ نہیں کیا گیا تو توثیقیاً وہ خبر ہے۔ جو کچھ آج کہا گیا وہ خبر ہے۔ لیکن تین ہفتے گزرنے کے بعد وہ بیان خبر نہیں رہے گا، کیونکہ اس وقت تک صورت حال بدل چکی ہو گی۔ خبر تیزی سے اپنار بختی ہے۔ اخبارات جو وقت کی پیدا کردہ مجبوریوں کے پابند ہوتے ہیں، تقریباً ہمیشہ آج کی واردات کو آج ہی بیان کرتے ہیں، بصورت دیگر یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ حریف اخبارات انہیں شائع کر کے بازی لے جائیں۔ مجلے اس سلسلے میں زیادہ آزاد ہوتے ہیں، لہذا وہ ایسے عنوانات کا انتخاب کر سکتے ہیں، جن کا ہر روز کی وارداتوں سے کچھ زیادہ شرح وسط سے بیان کر سکتا ہے، لیکن اخبار کے لیے یہ ممکن نہیں۔ اگر وہ کسی واقعے کو پہلی بار بیان کر رہا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسے جلد از جلد بیان کر دے۔ اگر افغانستان میں لڑائی کل ہی بند ہو رہی ہو تو کوئی اخبار یہ نہیں کر سکتا کہ مزید اطلاعات کے لیے دوسرے روز تک انتظار کرے یا کوئی رپورٹر اس کے آئندہ امکانات پر قیاس آرائی کرے۔ اس کی خبریں تو بعد میں بھی آسکتی ہیں۔

خبر کیا ہے؟ جو با اثر ہیں، وہ خبر ہیں۔ مثلاً وزیر اعظم ایک تقریر کرتے ہیں تو توثیقیاً وہ خبر ہے۔ اگر گاؤں سے آنے والا قومی اسمبلی کا کوئی رکن ایک بیان جاری کرتا ہے تو اسے غالباً اخبار کے صفحہ 6 پر بائیں جانب نیچے کے ایک کونے میں جملہ جائے گی، لیکن کوئی با اثر شخص یا کسی نوع کی کمیٹی یا کوئی ملک کسی اہم فیصلے کا اعلان کرتا ہے تو توثیقیاً وہ ایک خبر ہو گی۔ البانیہ میں کیا ہو رہا ہے، یہ بات صرف وہاں کے رہنے والوں کے لیے اہم ہو گی، لیکن امریکہ کا کوئی اہم عہد دیدار اگر بیان جاری کرتا ہے تو دنیا کے بڑے بڑے اخبارات اس کی بات کو غور سے سین گے۔

سیاست دان بھی خبر کہلاتے ہیں۔ پاکستان اور دوسرے ملکوں میں بھی خبر کے حصول کا ایک بڑا ذریعہ سیاست ہوتی ہے ایک ایڈیٹر نے ایک بار مجھ سے کہا کہ زندگی کا ہر معاملہ سیاست تک جا پہنچتا ہے۔ یہ ایک بڑا دعویٰ ہے، لیکن ہے بالکل درست، یہاں اپنے

ملک میں اخبارات کے صفحہ اول پر نظر ڈالتے، 90 فیصد مواد ملکی اور میں الاقوامی سیاست سے متعلق ہو گا۔ باقی چھوٹے چھوٹے اشتہارات ہوں گے، کوچیر اور فیکس میشنوں کے اشتہارات۔ پاکستان بدرجہ اتم ایک سیاسی ملک ہے، جہاں سیاست دن بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں، جو میانات اور جوابی بیانات، اعلانات اور تقریریں جاری کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان کے دورے ہیں اور پارلیمانی فیصلے ہیں۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہوتا ہو گا جب کم از کم ایک سیاست دان اس مفہوم کا اعلان نہ کرتا ہو کہ اس نے عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کے لیے اپنے مقصد کا تعین کر لیا ہے۔

پھر حکومت بھی خبر ہے۔ اگر ایک سڑک تعمیر کی جاتی ہے۔ کسی تعمیراتی منصوبے کا آغاز ہوتا ہے یا کوئی نیا ٹکس لگایا جاتا ہے تو قارئین کو اس کا علم ہونا چاہئے۔ حکومت کس سمت میں جا رہی ہے، جمہوریت میں اس کا شعور و ادراک عام لوگوں کو بہر طور ہونا ہی چاہیے۔ چونکہ عام لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ بجٹ کے اجلاسوں میں خود شریک ہوں اور ان میں ہونے والی تقریروں کو سنیں لہذا یہ ذمہ داری اخبارنویسون پر عائد ہوتی ہے کہ ان کی تفصیلات بے کم و کاست، اپنے قارئین کو فراہم کریں۔ خبروں پر مبنی مضامین میں جو اطلاعات فراہم کی جائیں گی، وہ انتخابات کے موقع پر قارئین کے لیے مفید ہوں گی اور ان کے لیے مقدار افراد کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہو گا۔

جم بھی خبر ہے۔ یہ تقریباً ہر فرد کی زندگی پر کسی نہ کسی طور اثر انداز ہوتی ہے۔ سندھ کی نسلی اور سماںی شورش، جس کے نتیجے میں ہر ماہ درجنوں افراد جاں بحق ہوتے آئے ہیں، ایک مسلسل خبر ہے۔ اندر ون شہر پشاور میں گاڑیوں کے اندر بم کے دھماکے ہوئے، جن میں بہت سے لوگ ہلاک یا جسمانی اعضاء سے محروم ہو گئے یہ بھی صفحہ اول کی خبریں ہیں اور یہ بھی عجب ستم ظریفی ہے کہ پاکستان میں جب کوئی جرم بہت ہی بھیا کے اور کوئی حادثہ بہت ہی خوفناک ہو، اس کے بعد ہی ایڈیٹر فیصلہ کرتا ہے کہ اسے کہاں اور کتنی جگہ مبنی چاہئے۔ ایک بس کے حادثے میں 24 افراد ہلاک ہو جاتے ہیں، دو خاندانوں کی قبائلی لڑائی میں 6 افراد قتل کر دیئے جاتے ہیں، سیلاہ کا ایک ریلا آتا ہے اور 42 گھر پانی میں بہہ جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر خبر تین تین پیروگراف کی ہے۔ لیکن ایک قوی